إنّ الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء ۔ عسىٰ أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵۱

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

فی پرچہ ۲؎

The ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۹۶	مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۳۲ء	یوم پنجشنبہ	مطابق ۳ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

عید کا چاند ۸ فروری کو ہوا۔ اس لئے ۹ کو عید ہوئی۔ عیدگاہ میں مردوں۔ عورتوں اور بچوں کا عظیم الشان اجتماع تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز عید پڑھانے کے بعد خطبہ پڑھا۔ جس میں حقیقی عید حاصل کرنے کی طرف نہایت لطیف پیرایہ میں توجہ دلائی۔ اور پھر تمام مجمع سمیت لمبی دعا فرمائی۔ آخر میں بہت سے اصحاب نے حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

ریاست جموں کے علاقہ کوٹلی اور میرپور کے مسلمانوں کے چند نمائندے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو اپنی حالت زار سنانے کے لئے آئے۔ انہوں نے مسلمانوں پر مظالم کے جو حالات بیان کئے۔ وہ نہایت ہی دردناک ہیں۔ حکام ریاست نے چونکہ ڈاک۔ اور آمد و رفت پر سخت پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ اس لئے اس وقت تک وہاں کی اصل حقیقت ظاہر نہیں ہوئی۔ اور یہ اصحاب اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال کر یہاں پہنچے ہیں۔

صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا تار وائسرائے کے نام

حکومت کشمیر کے جابرانہ رویہ کا شدت کے ساتھ مقابلہ کیا جائیگا

ناظرین گزشتہ پرچہ میں پڑھ چکے ہیں۔ کہ حکومت کشمیر نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نمائندہ صوفی عبد القدیر صاحب بی اے کو حدود ریاست سے نکل جانے کا حکم دیا تھا۔ یہ حکم زبانی تھا۔ صوفی صاحب نے بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اس کی اطلاع دی۔ اس پر حضور نے ہدایت فرمائی۔ کہ بغیر تحریری آرڈر کے وہاں سے نہ نکلیں۔ چنانچہ وہ وہاں ٹھیرے رہے۔ اور پھر انہیں تحریری حکم دیا گیا۔ تو واپس چلے آئے۔ ان کے اخراج کے حکم کی اطلاع ملنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے وائسرائے ہند کے پرائیویٹ سکرٹری کے نام بحیثیت صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی ایک تار ارسال فرمایا۔ جس میں لکھا۔

اب کہ حکومت کشمیر عدل و انصاف اور راست روی کی اس طرح توہین کر رہی ہے اور حکومت برطانیہ بھی اس میں کوئی مداخلت نہیں کرتی۔ آئندہ میں بھی ریاستی حکام کے اس متشددانہ اور جابرانہ رویہ کا جس کا اظہار وہ اندرون و بیرون ریاست کر رہے ہیں۔ شدت کے ساتھ مقابلہ کرونگا۔ اور مجھے یقین کامل ہے کہ وہ قادر مطلق خدا جو تمام ریاستوں اور حکومتوں کا حاکم اعلےٰ ہے۔ اور جو جانتا ہے کہ میں مہاراجہ کشمیر کے متعلق اپنے دل میں کسی قسم کی کدورت رکھے بغیر محض اس کی پامال شدہ مخلوق کی خدمت کیلئے کام کر رہا ہوں۔ اس نیک مقصد میں میرا ممد و معاون ہوگا

تبلیغی رپورٹیں

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام

امریکہ

۳۱- دسمبر ۱۹۳۱ء کو جو خط صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم - اے نے شکاگو سے بھیجا۔ اس کا مختصر خلاصہ احباب جماعت کی آگاہی کے لئے درج ذیل ہے:-

(۱) صوفی صاحب موصوف نے ایک ہفتہ کا دورہ کیا اور شہر Grand Rapid اور Detroit میں گئے۔ اول الذکر شہر میں ایک عیسائی خاتون داخل اسلام ہوئی۔ اور Detroit میں دس عیسائی حبشی مسلمان ہوئے Grand Rapid میں عرب کافی تعداد میں رہتے ہیں۔ ان کو تبلیغ سلسلہ کی گئی۔ عرب مذکور جماعت احمدیہ کے بہت مداح ہیں۔ چنانچہ صوفی صاحب نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون کشتی نوح مترجم عربی کے مقدمہ سے ختم نبوت کے متعلق سنایا۔ تو سارے عرب قائل ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشعار کا خاص اثر ان پر ہوتا ہے۔ اور وہ انہیں یاد کرتے اور وجد سے پڑھتے ہیں۔

(۲) بہت سے کالجوں اور پبلک لائبریریوں میں رسالہ مسلم سن رائز بھجوایا گیا۔

انگلستان

۱۴- جنوری ۱۹۳۲ء کا لکھا ہوا جو خط امام صاحب مسجد لنڈن اور نائب امام صاحب کا پہونچا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) اتوار کے دن باوجود اس کے کہ سارا دن بارش ہوتی رہی۔ اور سخت سردی تھی- ۱۰ نومسلم اصحاب جمع ہو گئے۔ امام صاحب مسجد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت اور صداقت کے متعلق مضمون پڑھ کر سنایا۔ بعضوں کو سبق دیئے۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں ان کے ساتھ مسجد میں ادا کی گئیں۔

(۲) ایک نومسلم جس کا اسلامی نام فضل کریم ہے۔ اور جو خواجہ کمال الدین صاحب کے لڑکے کے ذریعہ اسلام کی طرف مائل ہوئے تھے۔ اسلام سیکھنے کی غرض سے مسجد لنڈن میں آئے۔ ان کو نماز پڑھنا۔ اسلام کے مختلف اصول و قواعد روزہ رکھنے کا طریق اور وقت بتایا گیا۔ سن رائز تحفہ شہزادہ ویلز پڑھنے کے لئے دیئے گئے۔ واپس جا کر انہوں نے لکھا۔ کہ میں نے نماز پڑھنی اور روزے رکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ اور یہ کہ انہیں روزہ رکھنے میں خوشی اور لذت محسوس ہو رہی ہے۔

(۳) ۱۲- جنوری ۱۹۳۲ء کو ایک بنک کے منیجر- اور ایک ہندوستانی طالب علم جو بحری فوج کے متعلق تعلیم پاتے ہیں۔ مسجد میں آئے۔ ان کو تبلیغ کی گئی۔ ہندوستانی طالب علم مسجد اور باغیچہ اور تبلیغی کام کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور بیان کیا۔ کہ اس مسجد کی شہرت بہت اچھی ہے۔

(۴) اس دفعہ بھی مسز خدیجہ باغیچہ کے لئے عمدہ پودے اور مکان کے لئے خوبصورت پھول لائیں۔

(۵) ۱۱- جنوری ۱۹۳۲ء کو امام صاحب مسجد نے ایک جلسہ میں سیاسی لیکچر دیا۔ حاضرین کی تعداد ۲۰۰ کے قریب تھی۔ آپ نے بتایا کہ انگریزوں کو مسلمانوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں تب ہندوستان میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔

(۶) ۱۵- ملاقاتیں کیں۔ (۷) دو اصحاب کو لٹریچر دیا گیا۔

سالٹ پانڈ افریقہ

مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ اسلام کے خط کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

(۱) ۲۲- دسمبر ۱۹۳۱ء کو ستیمان برکیو جو فینٹی مسلمانوں کا ایک لحاظ سے صدر مقام ہے۔ اور سالٹ پانڈ سے ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ گیا۔ الحاج علیٹے صاحب فینٹی جو غیر احمدیوں کی اکثریت کے امام ہیں اور مولوی عبد الرحیم صاحب نیر کے وقت سے ہی سلسلۂ احمدیہ سے مانوس ہیں۔ ان کو اور ان کے مریدوں کو تبلیغ کی گئی۔ الحاج علیٹے صاحب نے انگریزی۔ اور عربی کے بیعت فارم بہت سی تعداد میں لئے۔ اور وعدہ کیا کہ معہ اپنے مریدوں کے جو ۸۰۰ کی تعداد میں ہیں۔ داخل سلسلۂ احمدیہ ہو جاؤں گا۔

(۲) ۲۵ دسمبر ۱۹۳۱ء کو اسن برکیو جو سالٹ پانڈ سے ۸۴ میل اشانٹی کی طرف واقع ہے۔ پہونچے۔ وہاں تمام اشانٹی اور فینٹی کے احمدیوں نے پہلا سالانہ جلسہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۳۱ء کو کیا۔ تجویز یہ تھی۔ کہ جن ایام میں قادیان کا جلسہ ہو۔ انہی دنوں یہاں بھی جلسہ کیا جائے۔ چنانچہ اس جلسہ میں ۵۰۰ مرد اور عورتیں ملک کے مختلف حصوں سے شامل ہوئیں۔ ۲۵ دوستوں نے لیکچر دیئے۔ اور ۴۴- پونڈ چندہ جمع ہوا جس میں ۵- پونڈ مولوی نذیر احمد صاحب نے ٹیچے گاؤں کے چیف نے دس شلنگ عطا کئے۔ اس چندہ سے ۴۰- پونڈ کا ایک قرض جو جماعت احمدیہ کے ذمہ تھا۔ ادا کر دیا گیا۔ جلسہ ۲۸ دسمبر بعد دوپہر دعا پر ختم ہوا۔

مولوی نذیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہمارا اندازہ ہے ½۲ بجے سے ½۳ بجے تک جب ہم یہاں دعا کر رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی اسی وقت قادیان میں معہ جماعت دعا کر رہے ہونگے۔ کیونکہ قادیان میں اس وقت ۸- یا ۹- بجے شام کا وقت ہوگا۔

(۳) محمد اسحاق صاحب تامل گئے۔ تاکہ وہاں کی جماعت کے جن لوگوں کی بیعتوں کے جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ ان میں تقسیم کریں۔ وہاں کے افسران تبلیغ میں سخت روکاوٹیں۔ اور مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔

جاوہ

مولوی رحمت علی صاحب مبلغ اسلام کا خط ۲۸- جنوری ۱۹۳۲ء کا لکھا ہوا پہونچا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب خیریت سے ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔

حیفا فلسطین

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کے خط ۱۸- جنوری ۱۹۳۲ء کا خلاصہ یہ ہے:-

۶- غیر احمدی اصحاب جو دار التبلیغ میں آئے۔ ان کو تبلیغ کی گئی۔ ایک شخص جو ۴۰ سال کی عمر کا تعلیم یافتہ ہے۔ داخل سلسلہ احمدیہ ہوا۔ میں احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ تمام مبلغین کی کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ احمدیہ قادیان

مسلمانان بہری نگر پر بیجا تشدد

سیکرٹری پولیٹیکل بیورو بہری نگر نے ۸- فروری ۱۹۳۲ء کو "الفضل" کے نام حسب ذیل تار ارسال کیا گیا ہے:-

خانقاہ معلی کے مضافات میں جمعہ کے روز مسلمانوں پر پولیس نے لاٹھیوں سے حملہ کر دیا۔ متعدد گرفتاریاں کی گئیں۔ اگرچہ شیخ محمد عبد اللہ صاحب کے لئے سپیشل کلاس منظور ہو چکی ہے۔ لیکن انہیں ابھی یہ مراعات نہیں دی گئیں۔ اس لئے انہوں نے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔ تمام سیاسی قیدی بھی سخت مصیبت میں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

فیصلہ متعلق امیر جماعت احمدیہ صوبہ بنگال

امیر جماعت اور منصب امارت کی حقیقت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

صوبہ بنگال کی احمدیہ جماعتوں کے امیر کے متعلق حال میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرماتے ہوئے انتظام جماعت کے متعلق نہایت اہم امور بیان فرمائے ہیں اور انہیں جماعت کے کارکنوں کے لئے نہایت ضروری قرار دیا ہے۔ حضور کے اس فیصلہ کو نیز اس بارے میں مقامی مجلس شوریٰ کے مشورہ کو درج ذیل کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

بلا اجازت استعفیٰ

پچھلے دنوں چودھری ابوالہاشم خان صاحب جنرل سیکرٹری صوبہ بنگال نے اپنے کام سے استعفاء دے دیا تھا۔ اور اس وجہ سے صوبہ بنگال کے کام میں نقص پیدا ہونے لگا تھا۔ چونکہ پراونشل انجمن کے کارکن مرکز کی منظوری سے مقرر ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے چودھری صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ انہوں نے کیوں بلا اجازت استعفاء دیا؟ اُن کے جواب سے معلوم ہوا۔ کہ وُہ موجودہ امیر کے کام سے خوش نہیں ہیں اور اُن کے نزدیک بہتر یہی تھا کہ وُہ استعفاء دے دیں۔ تاکہ اس وجہ سے امیر صاحب کو کام کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہو۔ میرے نزدیک یہ جواب ان کا بالکل ناکافی تھا۔ جب ایک افسر خلیفہ کی طرف سے منظور کیا جائے تو وہ صرف خلیفہ کے پاس ہی استعفاء پیش کر سکتا ہے۔ اور خلیفہ کے پاس اس کی منظوری لینے سے پہلے استعفاء پیش کرنا اسلامی اصول کے مطابق درست نہیں ہے۔ مگر بہرحال چونکہ کام خراب ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اور چونکہ امیر کی تعیین موقت ہوتی ہے۔ اس لئے میں نے صوبہ بنگال کے آئندہ انتظام کے متعلق جماعت بنگال سے مشورہ لیا اور دریافت کیا۔ کہ مرکز کہاں ہو۔ اور بنگال کا امیر کسے مقرر کیا جائے؟

منصب امارت کی حقیقت

جو جوابات موصول ہوئے ہیں۔ ان سے مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ بنگال کے دوست ابھی پوری طرح امارت کے منصب کی حقیقت اور اس کی غرض کو نہیں سمجھے۔ کیونکہ بہت سے دوستوں نے لکھا ہے۔ کہ ہم لوگ کسی ایک امیر پر متفق نہیں ہو سکتے۔ اس لئے امیر اگر کم سے کم کچھ عرصہ کے لئے قادیان سے آئے۔ تو بہتر ہو گا۔ یا یہ کہ اس وجہ سے ہم رائے نہیں دے سکتے۔ لیکن اگر مجبور ہی کیا جائے۔ تو فلاں یا فلاں شخص امیر ہوں۔ اس ناواقفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں چاہتا ہوں کہ اختصار کے ساتھ بتا دوں۔ کہ اسلامی طریق کے مطابق ہر ملک یا علاقہ میں ایک شخص نبی یا خلیفہ کا نائب ہوتا ہے۔ جسے امیر کہتے ہیں۔ یہ شخص خلیفہ کی طرف سے اس علاقہ کا نگران ہوتا ہے۔ اور اس کے بتائے ہوئے اصُول کے مطابق مقامی لوگوں کے مشورہ سے اس صُوبہ کے ان امور کا انتظام کرتا ہے۔ جن کا انتظام صُوبہ کے سپرد کیا گیا ہو۔ یا ان احکام کی تنفیذ کرتا ہے۔ جو براہ راست خلیفہ یا خلیفہ کے مقرر کردہ امراء کی طرف سے جاری کئے گئے ہوں۔ پس یہ عہدہ حقیقتاً انتخابی نہیں۔ بلکہ تعیینی ہے۔ لیکن چونکہ ہر اہم معاملہ میں خلیفہ کے لئے حکم ہے۔ کہ وُہ پہلے مشورہ لے لیا کرے۔ اس وجہ سے مقامی لوگوں سے اس کے متعلق مشورہ کر لیا جاتا ہے۔ اور ان کے مشورہ کو مشورہ کی حد تک محدُود رکھنے کے لئے یہ شرط لگا دی گئی ہے۔ کہ وُہ ایک نام پیش نہ کریں۔ بلکہ دو تین نام پیش کریں۔ تاکہ مشورہ کی صورت قائم رہے۔ اور یہ نہ سمجھا جائے کہ امیر کثرت رائے سے مقرر ہوا ہے۔

احباب بنگال کی تجاویز

اس تفصیل کے بعد اَب میں اصل معاملہ کو لیتا ہوں۔ ناظر صاحب اعلیٰ نے ایک لمبی خط و کتابت کے بعد جو رپورٹ میرے سامنے پیش کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بنگال کے دوستوں میں امارت اور اس کے مرکز کے متعلق بہت کچھ اختلاف ہے۔ مختلف آراء کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مختلف احباب مندرجہ ذیل تجاویز پیش کرتے ہیں:۔

۱۔ امیر قادیان سے مقرر ہو کر آئے۔

۲۔ چودھری ابوالہاشم خان صاحب امیر ہوں۔

۳۔ پروفیسر عبد اللطیف صاحب امیر ہوں۔

۴۔ مولوی ابوطاہر صاحب امیر ہوں۔

۵۔ پروفیسر عبد القادر صاحب امیر ہوں۔

۶۔ امیر سرکاری آدمی نہ ہو۔

۷۔ امیر بنگالی ہو۔

۸۔ مقامی امراء میں سے کوئی شخص امیر ہو۔

۹۔ مرکز کلکتہ ہو۔

۱۰۔ مرکز برہمن بڑیہ ہو۔

۱۱۔ مقامی امیر کا مرکز جب وُہ صُوبہ کا امیر مقرر ہو صوبہ کا مرکز ہو۔

۱۲۔ کسی صُوبہ کے امیر کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک انجمن براہ راست قادیان سے تعلق رکھے۔ اور اگر ضرور ہی صوبہ کا امیر مقرر کیا جائے تو اس کے اختیارات اور صُوبہ کی انجمن کے اختیارات مقامی جماعتوں سے محدود ہوں۔ اور پھر بھی بعض امُور میں ان کا تعلق قادیان سے براہ راست رہے۔

ضروری امُور

ان سب آراء پر غور کرنے کے بعد اور ان اصول پر غور کرنے کے بعد جو میرے نزدیک اسلام اور سلسلۂ احمدیہ کی طرف سے نظام جماعت کے چلانے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ میں بعض ایسے امور کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو اصولی طور پر بنگال اور دوسرے ممالک یا صوبہ جات کے انتظام میں مد ہونگے۔ اور جن پر میرے آئندہ فیصلہ کی بنیاد ہو گی۔

سلسلہ کے مالی کام کا انتظام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور احکام سے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلسلہ کا مالی کام براہ راست ایک شخص کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بلکہ انجمن کے ذریعہ سے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقررہ مرکز کے قیام کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام اور آپ کی تحریرات سے ثابت ہے۔ کہ آپ اس مرکز کو تمام دُنیا کی جماعت کے لئے نقطۂ اتحاد قرار دیتے ہیں اور پھر یہ بھی آپ کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ اس انجمن کے لئے قادیان کا مرکز رہنا ضروری قرار دیتے ہیں۔ لیکن مختلف ممالک کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر اس انجمن کی آمد کا ایک حصہ مقامی صوبوں یا ملکوں کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔

خلافت سے وابستگی کی ضرورت

دوسری طرف آپ کی تحریرات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ اس جماعت کی ترقی خلافت سے وابستگی کے ساتھ مشروط رکھتے ہیں خلیفہ کو

واجب الاطاعت قرار دیتے ہیں۔ اور اس کے وجود کو خدا تعالیٰ کے فضل کا نشان اور ذریعہ قرار دیتے ہیں جس کے فقدان کے ساتھ سلسلہ کی برکات بھی ختم ہو جائیں گی۔ اور اس سے بغاوت کو شقاوت۔ اور طغیانی قرار دیتے ہیں۔

خلافت کے لئے مشورہ کی ضرورت

تیسری طرف اسلام سے یہ امر بوضاحت ثابت ہے۔ کہ کوئی خلافت بغیر مشورہ کے نہیں چل سکتی۔ اور یہ کہ جہاں تک ہو خلیفہ کو کثرت رائے کا احترام کرنا چاہیئے۔ اور اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی خلاف ورزی کثرت رائے میں پائے۔ یا اسلام کو کوئی واضح نقصان پہنچتا دیکھے۔ یا مشورہ کو جماعت کی کثرت رائے کا آئینہ نہ سمجھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مجلس عاملہ کی حیثیت

ان تینوں امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک خلیفہ کو سب کام اپنے ہاتھ سے نہیں کرنے چاہئیں۔ بلکہ ایک مجلس عاملہ کے ذریعہ سے کرنے چاہئیں۔ تا کہ اس کی رائے میں کوئی خاص تعصب نہ پیدا ہو جائے۔ وہ مجلس عاملہ اپنے دائرہ عمل میں سب دُنیا کی جماعتوں کے لئے واجب الاطاعت ہونی چاہیئے خلیفہ کو جماعت سے مشورہ لے کر اپنی پالیسی کو طے کرنا چاہیئے اور اس مشورہ کا انتہائی حد تک لحاظ کرنا چاہیئے۔ اور اس سے یہ امر خود بخود نکل آیا کہ جب جماعت کے مشورہ سے کوئی امور طے ہوں۔ تو مجلس عاملہ اس کی پابند ہو۔ وہ افراد جماعت کے لئے واجب الاطاعت ہے نہ کہ بحیثیت جماعت جماعت پر۔

بہترین نظام

جب قادیان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجلس عاملہ کا مرکز قرار دیا ہے۔ تو بدرجہ اولیٰ خلیفہ اور مجلس شوریٰ کے لئے اس مرکز کی پابندی ضروری ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اس سے بہتر نظام کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا اس نظام میں بغیر کسی حصہ ملک کو تکلیف میں ڈالنے کے ترقی کی بے انتہا گنجائش ہے۔ اور باوجود مختلف صوبہ جات کی مخصوص ضرورتوں کو پورا کرنے کے قومیت کے تنگ بندھنوں سے نکالنے کی بھی پوری صورت موجود ہے۔

خلیفہ کے لئے کوئی شرط نہیں۔ کہ وہ کس ملک کا باشندہ ہو۔ انجمن عاملہ کے لئے کوئی شرط نہیں۔ کہ وہ کس ملک کے باشندوں سے چنی جائے مجلس شوریٰ اپنی بناوٹ کے لحاظ سے لازماً سب دُنیا کی طرف سے چنی جانی چاہیئے اور چونکہ بیشتر حصہ اصولی تجاویز کا ایسی مجلس کے ہاتھوں سے گزرتا ہے اسی وجہ سے ہر ملک اور قوم کے افراد کو سلسلہ کے کام میں اپنی رائے دینے کا موقعہ ہوگا۔ اور یہ خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ مسیحی پاپائیت کی طرح کسی خاص قوم کے ہاتھ میں سلسلہ کا کام چلا جائیگا۔ کیونکہ رومن کیتھولک نظام میں مجلس شوریٰ پوپ کے مقرر کردہ نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ لیکن اسلامی مجلس شوریٰ میں سب علاقوں کو نمائندگی کا کافی موقع ملتا ہے۔ پس اس نظام کے ذریعہ ہر ملک کو یکساں نمائندگی سلسلہ کے کام میں حاصل ہونے کے لئے راستہ کھلا ہے۔ اور اس کے ماتحت سب دُنیا کو ایک نقطہ پر جمع کیا جانا ممکن ہے اور یہی مقصد اسلام کا ہے۔ جو قومیت کے تنگ دائرہ سے دُنیا کو نکالنا چاہتا ہے

قومیت کی رُوح

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ قومیت کی روح دُنیا پر اس قدر غالب ہے کہ لوگ اس کے احساسات اور جذبات میں لذت محسوس کرنے لگ گئے ہیں۔ اور بجائے اسے ایک خراب شدہ زخم کے ایک نعمت سمجھنے لگ گئے ہیں لیکن باوجود اس کے اس احساس کی اسلام میں گنجائش نہیں۔ اور اس کا قلع قمع کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ خواہ اس کے لئے کیسی ہی قربانی کیوں نہ کرنی پڑے۔ اپنے قریب کے فوائد کو ترجیح دینے کی بجائے ہمارا فرض ہے کہ ہم اُس دائمی فائدہ کو مدنظر رکھیں۔ جو اسلام دُنیا کو پہنچانا چاہتا ہے۔ ورنہ ہم اسلام کا ایک ہتھیار بننے کی بجائے اسلام کے خلاف ایک ہتھیار بن جائیں گے اور اپنے وجود کو اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی ٹھوکر کا موجب بنا لیں گے۔

امیر کے فرائض

اس اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف ایک ہی نظام ہے۔ جو صوبہ جات میں قائم کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ وہ نظام ہے۔ جو باوجود صوبہ جاتی نظام کے تمام افراد اور جماعتوں کا تعلق مرکز سے قائم رکھے۔ اور ایسا نظام وہی ہو سکتا ہے جس میں ایک تو امیر ہو۔ جو خلیفہ کا نائب ہو جس کا فرض ہو کہ وہ یہ دیکھے۔ کہ ایک طرف تو صوبہ یا ملک کی جماعت خلیفہ اور صدر انجمن احمدیہ کے احکام کی پیروی کرتی ہے۔ اور دوسری طرف یہ دیکھے۔ کہ صوبہ جات کی اکثریت کی طے کردہ پالیسی پر اس کے مقامی عمال عمل کرتے ہیں۔ گویا ایک طرف اس کا فرض ہے کہ صوبہ میں مرکز کے احکام کی پابندی کرائے۔ اور دوسری طرف اس کا فرض ہے۔ کہ یہ دیکھے۔ کہ صوبہ کے عمال صوبہ کی جماعت کی اکثریت کے تابع چلتے ہیں۔ اور اپنے فرائض کو خود سری سے نظر انداز نہیں کرتے اور اسلامی مساوات اور جمہوریت کی روح کو کچلتے نہیں۔ تیسری طرف دیکھنا بھی اس کا فرض ہے۔ کہ اکثریت اسلام کے منشاء کے خلاف تو نہیں چلتی۔ اور اگر اسے ایسا نظر آئے۔ تو وہ اس کی اصلاح کر کے خلیفہ وقت کے پاس رپورٹ کرے۔

غرض بہترین نظام جسے اگر صحیح طور پر چلایا جائے۔ تو تمام ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ امارت کا انتظام ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے مقامی نظام اور مرکز کی ضرورتیں دونوں پوری ہوتی رہتی ہیں۔

امیر خلیفہ کا نمائندہ ہے۔

امیر کے لئے ہرگز یہ شرط نہیں۔ کہ وہ اسی ملک کا باشندہ ہو۔ اسلام کے شروع زمانہ میں نوے فیصدی امراء مرکز سے مقرر ہو کر جاتے تھے اور اب بھی ضرورت پر ایسا کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ ہمارے پاس روپیہ نہیں کہ ہم تنخواہیں دے سکیں۔ اس لئے ہم ایسا نہیں کرتے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ضرورت پر ایسا نہ کیا جائے۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ امراء کے تقرر کے وقت مقامی لوگوں کے احساسات کا خیال رکھ لیا جایا کرے۔ پس اگر مقامی جماعت کے مشورہ کے بعد اور یہ دیکھ کر کہ مقرر کردہ امیر پر انہیں کوئی خاص اعتراض نہیں ہے۔ باہر سے بھی امیر مقرر کیا جائے۔ تو اس میں اصولی نکتہ نگاہ سے کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ گو میرا طریق عمل یہ ہے۔ کہ مقامی لوگوں میں سے ہی امیر مقرر کرتا ہوں۔ اور میری انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ امیر لوگوں کی رائے کے مطابق ہی مقرر کیا جائے۔ مگر اس امر کو بہر حال نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ امیر پبلک کا نمائندہ نہیں ہے بلکہ خلیفہ وقت کا نمائندہ ہے۔ اس لئے خواہ لوگ کتنا بھی اصرار کریں۔ یہ عہدہ درحقیقت خلیفہ وقت کا اعتماد رکھنے والے شخص کو ہی مل سکتا ہے۔ اور اس میں یہی حکمت ہے۔ کہ اسلامی نظام اتحادِ عالم پر مبنی ہے۔ نہ کہ قومیت پر۔ خلیفہ کے انتخاب کے ذریعہ سے جمہور کی رائے کو ظاہر ہونے کا موقعہ دیدیا جاتا ہے۔ اور پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ تمام عالم اسلام ایک سلک میں منسلک رہے اور قومیت کا سوال پیدا ہو کر اس میں رخنہ اندازی نہ کرسکے۔

احمدی یاد رکھیں

یہ اصول ہیں جن پر سلسلہ کا آئندہ نظام چلایا جائیگا۔ اور سب صوبوں اور ملکوں کے احمدیوں کو انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ تا وہ دھوکا نہ کھائیں اور انہیں کوئی دوسرا شخص دھوکا نہ دے سکے۔

بنگال کا سوال

اصولی بحث کے بعد میں بنگال کے سوال کو لیتا ہوں۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے۔ میرے نزدیک کلکتہ چونکہ اس وقت بنگال کا سیاسی مرکز ہے ہمارے کام بھی سہولت سے چل سکتے ہیں۔ کہ اسی کو ہم اپنا مذہبی مرکز قرار دیں۔ اگر ہمارے لئے ممکن ہوتا۔ کہ ہم پورے وقت کا امیر مقرر کر سکتے۔ اور اس کے ساتھ عملہ بھی پورے وقت کا دے سکتے۔ تو ہم کلکتہ کو مرکز بنانے پر مجبور نہ ہوتے۔ لیکن موجودہ حالات میں یہی مناسب ہے۔ کہ سر دست کلکتہ ہی بنگال کا مرکز رہے۔ پس میں یہ فیصلہ کرتا ہوں۔ کہ حکیم ابو طاہر صاحب جنہوں نے اپنے گزشتہ رویہ سے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ امارت کے منصب کو خوب سمجھتے ہیں۔ انہیں علاوہ کلکتہ کا مقامی امیر ہونے کے تمام بنگال کا بھی امیر مقرر کیا جائے۔ اور آئندہ کے لئے میں انہیں بنگال کا بھی امیر مقرر کرتا ہوں۔

امیر صوبہ کی مجلس شوریٰ

چونکہ صوبہ کے کام کے لئے وہ صرف کلکتہ کے احباب کے مشورہ پر انحصار نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں۔ کہ امیر صوبہ کی ایک مجلس شوریٰ ہو جس میں صوبہ کے تمام مقامی امراء شامل ہوں۔ اور علاوہ اس کے مبلغین سلسلہ بھی اس کے ممبر ہوں۔ علاوہ ان کے اگر کسی شخص کو خاص طور پر مرکز کی طرف سے اس غرض سے چنا جائے۔ یا صوبہ کی انجمنیں اپنے سالانہ اجتماع میں بعض لوگوں کو خاص طور پر اس کام کے لئے تجویز کریں۔ تو ان لوگوں کو بھی اس مجلس کا ممبر سمجھا جائے۔ سر دست میں علاوہ امراء اور مبلغین کے چوہدری ابوالہاشم خان صاحب۔ مولوی مبارک علی صاحب اور پروفیسر عبدالقادر صاحب کو اس مجلس کا ممبر مقرر کرتا ہوں۔

چندہ کے متعلق فیصلہ

بنگال کا جس قدر چندہ ہو بسوائے خاص تحریکات کے باقی سب چندہ میں سے ½ بنگال میں رکھا جانے کی میں اجازت دیتا ہوں۔ کہ اس پچاس فیصدی میں سے پچیس فیصدی تو مرکزی صوبہ کی انجمن کے سپرد ہو۔ اور بقیہ پچیس فیصدی ہر ایک مقام کی انجمن کو اپنے طور پر مقامی تبلیغ پر خرچ کرنے کا حق حاصل ہو۔

صدقات اور زکوٰۃ میں سے بھی ۱/۴ حصہ بنگال کو ہی رکھنے کا اختیار ہو۔ لیکن یہ رقم وہاں کے مستحق غرباء پر خرچ کیجائے۔ اور اس کا اختیار صرف امیر کے ہاتھ ہو کیونکہ ان رقوم کے خرچ کرنیکا انتظام شروع زمانہ اسلام سے خلفاء کے ہاتھ میں چلا آیا ہے۔

صوبہ کی انجمن فوراً کام شروع کردے

صوبہ کی انجمن کو چاہیئے۔ کہ اپنے عہدہ دار مقرر کر کے فوراً صوبہ کے تبلیغی اور تعلیمی کام کو چلانے کیلئے کوشش کرے۔ اور زیادہ تر روپیہ تبلیغ پر خرچ کرے۔ کیونکہ تعلیم کا خاص انتظام اس وقت غالباً صوبہ کے لئے مشکل ہوگا۔ جوں جوں جماعت ترقی کرتی چلی جائیگی۔ یہ انتظامات خود بخود پختہ ہوتے چلے جائیں گے۔ اور سہولتیں پیدا ہوتی چلی جائینگی۔ تعلیم کا کام سردست مذہبی تعلیم اور تربیت تک محدود رہے۔ تو اچھا ہوگا۔ لیکن میں اس بارہ میں کوئی حکم نہیں دینا چاہتا۔ صرف مشورہ دیتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک بہت سا نقصان اس وقت تک ناتجربہ کاری سے صوبہ کی انجمن کو ہوا ہے۔ والسلام خاکسار

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۱۳ ۱۲/۳۱

مقامی مجلس شوریٰ کا مشورہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے مندرجہ بالا تحریر مقامی مجلس شوریٰ میں سنانے اور علماء جماعت احمدیہ کو اس سے مطلع کرنے کے لئے نظارت اعلیٰ میں بھجوائی۔ مجلس شوریٰ کا اس کے متعلق حسب ذیل مشورہ جناب ناظر صاحب اعلیٰ نے حضور کی خدمت میں پیش کیا۔

(۱) سب سے پہلے اس بات پر بحث ہوئی کہ استعفیٰ کے متعلق حضور نے لکھا ہے کہ چونکہ پروانشل انجمنوں کے کارکن مرکزی منظوری سے مقرر کئے جاتے ہیں۔ اس لئے وہ بغیر مرکزی اجازت کے استعفیٰ نہیں دے سکتے اس کے متعلق بالاتفاق یہ طے ہوا۔ کہ اسلامی تعلیم کے مطابق خود بخود استعفیٰ نہیں دیا جا سکتا۔ اور بغیر اجازت استعفیٰ دینا آیت شریف اذا کانوا معہ علیٰ امر جامع لم یذھبوا حتیٰ یستاذنوہ کے خلاف ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق احباب نے روایت کی ہے کہ حضور استعفیٰ کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔ اور اس امر کو الحجامۃ فی ما اقام اللہ کے خلاف قرار دیا کرتے تھے۔ اس لئے اس طرح بلا اذن استعفیٰ دینا اسلامی تعلیم و طریق کے خلاف ہے۔ (۲) دوسرا سوال یہ ہے کہ خلیفہ کے مقرر کرنے کے کیا معنی ہیں (الف) خلیفہ خود کسی کا تقرر کرے (ب) کسی کے تقرر کے متعلق کسی کی تجویز کردہ تجویز کو منظور کرے مندرجہ بالا دونوں قسم کے کارکن خلیفہ کے مقرر کردہ سمجھے جائینگے۔ اور جن لوگوں کا تقرر خلیفہ وقت نے کیا ہے۔ ان کو بغیر اذن خلیفہ وقت استعفیٰ پیش نہیں کرنا چاہیئے۔ (اس کے علاوہ جس قدر کارکن ہیں۔ وہ اپنے اپنے مقرر کرنے والے افسروں کے اذن سے ان کے سامنے استعفیٰ پیش کریں) یہ ایسے عہدوں کے متعلق ہے جن کے متعلق تقرری یا منظوری دینا صرف خلیفہ وقت کے اختیار میں ہو۔ لیکن اگر وہ عہدہ ایسا ہے۔ کہ اس عہدہ پر خود افسر یا صدر انجمن کسی شخص کو مقرر کر سکتی ہے۔ تو ایسی حالت میں وہ تقرری یا منظوری اس انجمن یا افسر کی سمجھی جائیگی۔ جس کے اختیار میں وہ تقرر ہے۔ عام حالات میں استعفیٰ پیش کرنے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں۔ استعفیٰ پیش کرنا ہی طلب اذن ہے۔ اس جبتک منظوری نہ ہو کام نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

(۳) تیسرا امر جس پر بحث کی گئی ہے۔ یہ ہے۔ کہ امیر سے کیا مراد ہے۔ اور اس کا کیا کام ہے۔ اس کے متعلق یہ رائے قائم ہوئی ہے۔ کہ امیر کی حیثیت اور فرائض کو حضور نے خود واضح کر دیا ہے۔ اس میں کسی ترمیم کی فی الحال ضرورت نہیں لیکن اگر ممکن ہو۔ تو امراء کے نام کے ساتھ تخصیصی الفاظ ہونے چاہئیں مثلاً امیر بلدہ۔ امیر ضلع۔ امیر صوبہ۔ یا یہ کہ اس فرق کو ظاہر کرنے کے لئے مختلف الفاظ وضع کئے جائیں۔ اس وقت بنگال میں متعدد امراء ہیں۔ اور بعض دوسرے امیروں کے ماتحت ہیں۔ ان کی حیثیتیں اور فرائض ابھی تک واضح نہیں ہیں

(۴) حضور کی تحریر میں فقرہ "امیر کا عہدہ تعیینی ہے" کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس کا جماعت انتخاب نہیں کرتی۔ بلکہ خلیفہ وقت خود تعیین کرتا ہے۔

(۵) اہم امور میں مشورہ ضروری ہے۔ لیکن کسی امر کو اس قدر اہمیت دینا۔ کہ اس پر مشورہ ضروری ہو۔ یہ بھی خلیفہ وقت کا کام ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر امیر کی تعیین کے وقت مشورہ لیا جائے۔ اور نہ ہی یہ ضروری ہے۔ کہ متعدد اشخاص کے متعلق مشورہ طلب کیا جائے۔

(۶) سلسلہ کا مالی کام براہ راست ایک شخص کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بلکہ انجمن کے سپرد ہو۔ اور وہ انجمن یا انجمن ایگزیکٹو جس کے سپرد مالی انتظام ہوگا۔ تمام دنیا کے لئے نقطہ اتحاد ہوگا۔ اور یہ کہ اس کا مرکز ہمیشہ قادیان ہوگا۔ اور یہ کہ اس جماعت کی ترقی واجب الاطاعت خلافت کے قیام کے ساتھ وابستہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے واضح ہے۔ اور اس قدر صراحت سے کہ اس پر مزید خیالات یا آثار کے اظہار کی ضرورت نہیں۔

(۷) امرھم شوریٰ بینھم اور لا خلافۃ الا بالمشورۃ سے مشورہ کی اہمیت ثابت ہے۔ کثرت رائے کا لزوم خود مشورہ کی تاکید سے ضمناً پیدا ہو جاتا ہے۔

(۸) یہ بیرونی ممالک کی انجمنوں کا ایک حصہ اس ملک پر خرچ ہو۔ اور ایک حصہ مرکز میں آئے۔ یہ الوصیت صفحہ ۱ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔

"جائز ہوگا۔ کہ اس انجمن کی تائید منشاء کے لئے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں۔ جو اس کی ہدایت کے تابع ہوں۔ اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں۔ کہ وہاں سے میت لانا مشکل ہے۔ تو اسی جگہ میت کو دفن کر دیں۔ اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے۔ اور اس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اس انجمن کا کام ہوگا جو اس ملک میں ہے۔ اور یہ ہوگا۔ کہ وہ روپیہ اسی ملک کی اغراض دینیہ کیلئے خرچ کیا جاوے گا۔ یا کوئی ضرورت پیش آکے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے۔ جس کا ہمیشہ کیلئے مرکز مستقر قادیان ہوگا۔"

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نسبت کی تعیین نہیں کی۔ اس لئے اس قسم کی تعیین وقتاً فوقتاً خلیفہ کے اختیار میں ہوگی۔

مجلس شوریٰ کا وجود ضروری ہے۔ لیکن اس کے متعلق تفصیلی قواعد اسلام میں موجود نظر نہیں آتے۔ دونوں طریقے استعمال ہوئے ہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود لوگوں کو معین کیا۔ اور بعض لوگوں کے نمائندے طلب کئے ہیں۔ اس لئے یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ ان دونوں صورتوں کو ملا کر جیسا کہ ہم آجکل کرتے ہیں بھی جائز ہے۔ جب دونوں صورتیں الگ الگ جائز ہیں۔ تو ملا کر بھی جائز ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ترکیب شوریٰ حالات کے ماتحت ہی مختلف ہو سکتی ہے۔ اور اس کے لئے اسلام میں تفصیلی قوانین نہیں دیئے گئے۔ کیونکہ مختلف ممالک میں مختلف حالات کے ماتحت عمل درآمد ہوتا ہے۔ والسلام

خاکسار فتح محمد سیال۔ ناظر اعلیٰ

نوٹ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

مقامی مجلس شوریٰ کے مندرجہ بالا مشورہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل نوٹ تحریر فرمایا۔

"چونکہ استعفاء سے بعض وقت غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے استعفاء دینے سے پہلے بالا افسر سے مشورہ کر لینا ضروری ہے۔ اور میرے نزدیک صرف استعفاء کو استاذان سمجھنا موجب شر ہوگا۔ نیز میں اس امر سے بھی متفق نہیں ہوں۔ کہ شوریٰ کے متعلق تفصیلی احکام موجود نہیں ہیں۔ میرے نزدیک شوریٰ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعامل واضح ہے۔ چنانچہ جو مشورہ انگیز کام ہوتا۔ اس میں آپ اپنے انتخاب کردہ لوگوں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشورہ لیتے تھے۔ اور جو معاملہ تمام قوم پر اثر انداز ہوتا۔ اس میں براہ راست سب لوگوں سے یا ان کے مقرر کردہ نمائندوں سے مشورہ لیتے۔ پس میرے نزدیک غور و فکر سے ان سب امور کی تفصیل اسلام سے مل سکتی ہے۔ گو یہ امر صحیح ہے کہ مکان اور زمان کے تغیرات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اسلام نے ایک حد تک ان امور میں تغیر کرنے کی بھی اجازت دی ہے۔ مگر اصول ضرور واضح اور معین ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں۔ تو ہم ہدایت کہاں سے حاصل کریں

خاکسار

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۲۵ ۱/۳۲

مسئلہ خلافت مذہب کا جزو ہے

"خلافت کا مسئلہ ایک مذہبی مسئلہ ہے اور مذہب کا جزو ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ خلیفہ قائم مقام ہوتا ہے رسول کا۔ اور رسول قائم مقام ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا۔ اللہ تعالیٰ نے بعض احکام دیکر اس کے بعد رسول کو اختیار دیا ہے۔ کہ وہ ان میں دوسروں سے مشورہ لے کر جو ٹھیک سمجھے۔ پھر لوگوں کو اس بات کا پابند قرار دیا ہے۔ کہ جو فیصلہ رسول کرے۔ اسے بغیر چون و چرا کے تسلیم کریں۔ اس پر اعتراض کرنے کے پیچھے پڑنے کا کسی کو حق نہیں دیا۔ اسی طرح خلیفہ کو حق دیا ہے۔ کہ مشورہ لے۔ اور پھر فیصلہ کرے"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

اسلام پر اعتراضات کے جواب

حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ اور برتمائی بن تمائی کا واقعہ

تین اندھوں کا بیان

مشہور مخالف اسلام ڈاکٹر سیموئل زویمر کا ایک چھوٹا سا ٹریکٹ "تین اندھوں کا بیان" نامی پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور نے حال میں شائع کیا ہے۔ جس میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے تاریخ اسلام کے اس واقعہ کا مقابل حضرت مسیح ناصری کی زندگی کے چند واقعات سے کیا ہے۔ جو عبداللہ بن ام مکتوم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہوا۔ عبداللہ بن ام مکتوم جو نابینا تھے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ حاضر ہوئے۔ کہا گیا ہے آپ نے کراہتاً تیوری چڑھائی اور ان کی طرف سے اپنا مونہہ پھیر لیا۔ اس امر کے ثبوت میں عبس وتولی ان جاءہ الاعمیٰ والی آیات پیش کی جاتی ہیں۔ اس کے مقابل میں حضرت مسیح ناصری کا نمونہ یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے اندھوں کو بینا کر دیا ان کی ہر طرح دلجوئی کی اور کبھی ترش روئی کے ساتھ ان سے ہم کلام نہ ہوئے۔

ان دو واقعات کے تقابل سے استدلال یہ کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اخلاقی امور کی نگہداشت رکھتے تھے۔ چونکہ اس بیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس ہستی پر الزام آتا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ اور حضرت مسیح کے نمونہ پر قدرے روشنی ڈالی جائے۔

عبداللہ بن ام مکتوم کا واقعہ

اس میں شبہ نہیں عبداللہ بن ام مکتوم نابینا تھے۔ اور اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دفعہ جب آئے۔ تو آپ نے تیوری چڑھائی۔ اور ان کی طرف سے اپنا مونہہ پھیر لیا۔ مگر یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نعوذ باللہ اخلاقی کمزوری پائی جاتی ہے۔ یا یہ کہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بارگاہ ایزدی سے عتاب ہوا بلکہ اگر غور کیا جائے تو یہ واقعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا عظیم الشان ثبوت ہے۔

واقعات یوں ہیں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولید بن مغیرہ کو جو قریش کا رئیس اعظم تھا۔ تبلیغ فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں عبداللہ بن ام مکتوم آئے اور جو گفتگو ہو رہی تھی۔ اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرنے لگے۔ اپنے شوق میں انہیں یہ خیال نہ رہا کہ یہاں کن لوگوں کا مجمع ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس اہم کام میں معروف ہیں اور نہ ہی جوش اخلاص میں آداب الرسول کا پاس کیا۔ ان کی یہ روش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار گذری اور آپ کے چہرہ سے اس کے آثار ظاہر ہوئے مگر آپ کے اخلاق عالیہ کی یہ شان تھی۔ کہ اس موقع پر بھی آپ نے اپنی زبان سے کچھ نہ کہا اور ولید سے باتیں کرتے رہے اس پر عبداللہ ابن ام مکتوم کو ملال ہوا۔ اور انہوں نے خیال کیا چونکہ ولید ایک بڑا آدمی ہے۔ اس لئے شاید آپ نے اس کے مقابلہ میں مجھ غریب کی پرواہ نہیں کی حالانکہ یہ خیال بالکل بے بنیاد تھا۔ کیونکہ وہاں امارت وغربت کا کوئی سوال نہ تھا بلکہ آپ ایک ایسے شخص کو تبلیغ کرنے میں معروف تھے جسے اپنی باتیں سنانے کا آپ کو بہت کم موقع ملتا تھا اور ابن ام مکتوم کے لئے ہر وقت آپ کا دروازہ کھلا تھا۔ پس آپ نے ابن ام مکتوم کے قطع کلام سے برا مانا جو درحقیقت آداب مجلس کے بھی خلاف تھا۔ تاہم عبداللہ ابن ام مکتوم کو ملال پیدا ہوا۔

قرآن میں ذکر

اس واقعہ کے متعلق قرآن مجید میں عبداللہ کے خیالات کا اس طرح ذکر آتا ہے عبس وتولی ان جاءہ الاعمیٰ وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری۔ اما من استغنی فانت لہ تصدی وما علیک الا یزکی واما من جاءک یسعی۔ وھو یخشی فانت عنہ تلھی۔ یعنی رسول نے تیوری چڑھائی اور اپنا منہ پھیر لیا اس بات پر کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا۔ مگر اے رسول تجھے کیا معلوم کہ شاید یہی نابینا تیرے کلام سے تزکیہ نفس حاصل کرتا یا نصیحت سنتا۔ تو اس کے کام آتی۔ مگر جو بے پرواہی کرتا ہے۔ تو اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے حالانکہ اگر وہ پاک نہ ہو۔ تو اس کا تجھ پر کوئی الزام نہیں۔ مگر جو تیرے پاس دوڑتا ہوا آیا۔ اور وہ خدا کا خوف بھی رکھتا ہے۔ تو اس سے غافل ہو یہ تمام خیالات درحقیقت عبداللہ ابن ام مکتوم کے ہیں اور اور یہ خیال ہرگز صحیح نہیں کہ ان میں خدا کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عتاب کیا گیا۔ چنانچہ یہ تمام خیالات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلا انھا تذکرہ فمن شاء ذکرہ۔ ہرگز ہرگز اپنے دل میں ایسا خیال مت لاؤ بلکہ اسلام تو ایک کھلی کھلی نصیحت ہے۔ جو چاہے۔ اس سے فائدہ اٹھائے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولید کو مخاطب کر رہے تھے۔ تو کیا ولید کا حق نہ تھا کہ اسے تبلیغ کی جاتی۔ یہیں بہا سنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن باایں ہمہ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب یہ کلام اترا اور آپ کو عبداللہ ابن ام مکتوم کے ملال پر اطلاع ہوئی تو آپ نے ان کی بہت دلداری کی اور اپنی ردائے مبارک بچھا کر اس پر انہیں بٹھایا۔

بے نظیر اخلاق کریمانہ

واقعہ کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ بلکہ آپ کے اخلاق کریمانہ کا ثبوت ملتا ہے۔ کیونکہ اول تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو زبان سے نہیں روکا حالانکہ آپ ایسا بھی کر سکتے تھے۔ مگر آپ نے وہ طریق اختیار کیا۔ جس کا اس پر ظاہرا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا تھا یعنی آپ نے تیوری چڑھائی اور مونہہ پھیر لیا۔ اور یہ دونوں کیفیتیں اندھا شخص معلوم نہیں کر سکتا۔ پس آپ نے باوجود عبداللہ ابن ام مکتوم کی صریح غلطی کے۔ ملامت کا وہ طریق اختیار کیا جو اس کے احساسات قلبی کو زیادہ تکلیف نہ پہنچائے۔ پھر آپ کے اخلاق کریمانہ کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ باوجود عبداللہ کی غلطی کے جب آپ کو اس کے ملال کی خبر ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دلداری کی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اندھے سے ایسی حالت میں جبکہ اس سے غلطی ہوئی۔ وہ طریق اختیار کیا جو آپ کے اخلاق کی بلندی کا نہایت ہی بین ثبوت ہے۔

یسوع مسیح کا واقعہ

اس کے مقابل میں یسوع مسیح کا جو واقعہ پیش کیا گیا ہے وہ بالفاظ انجیل یہ ہے "جب وہ اور اس کے شاگرد اور ایک بڑی بھیڑ یریحو سے نکلتی تھی تو تمائی کا بیٹا برتمائی ایک اندھا فقیر راہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا اور یہ سن کر کہ یسوع ناصری ہے چلا چلا کر کہنے لگا اے ابن داؤد اے یسوع مجھ پر رحم کر اور بہتوں نے اسے ڈانٹا کہ چپ رہے مگر وہ اور بھی زیادہ چلایا کہ ابن داؤد مجھ پر رحم کر۔ یسوع نے کھڑے ہو کر کہا اسے بلاؤ" (مرقس ۱۰) اول تو اس واقعہ کی صحت ہی مخدوش ہے کیونکہ اسی کا جب متی نے ذکر کیا ہے تو اس نے دو اندھوں کا ذکر کیا ہے (متی ۲۰) مگر مرقس ایک اندھے کا ذکر کرتا ہے پس پہلے عیسائی صاحبان یہ بتائیں کہ کون سا واقعہ سچا ہے دوسری بات یہ ہے کہ اگر مرقس کے واقعہ کو صحیح سمجھ لیا جائے تو اس سے یسوع مسیح کی بلندیٔ اخلاق کا ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ اخلاقی کمزوری عیاں ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ مرقس کہتا ہے جب وہ اندھا چلایا تو بہتوں نے اسے ڈانٹا کہ چپ رہے

واقعہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ یسوع مسیح کے حواریوں کو معمولی اخلاق اور تہذیب کا بھی خیال نہ رہا۔ بلکہ انہوں نے ایک بیکس اندھے کو ڈانٹ کر چپ کرانا چاہا۔ اور اس طرح اس کی نہایت سختی سے دلآزاری کی اور حضرت مسیح نے اپنی خاموشی سے اس ناشائستہ فعل کی تائید کی۔ یہاں یہ فرق بھی غور کرنے کے قابل ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اندھا آیا۔ اور ایسے وقت آیا۔ جب آپ ایک اہم دینی کام میں مصروف تھے۔ پھر اس نے قطع کلامی کی۔ اور آداب گفتگو کا خیال نہ رکھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے زبان سے نہ صرف ڈانٹا نہیں۔ بلکہ اتنا بھی نہیں کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ مگر مسیح ناصری کا یہ نمونہ تھا کہ ایک راستہ پر بیٹھا ہوا اندھا آپ کو اس وقت پکارتا ہے جب آپ کو کوئی خاص کام نہیں۔ آپ کے ساتھی اسے ڈانٹتے ہیں مگر آپ شاگردوں کو منع نہیں فرماتے۔ گویا دوسرے الفاظ میں ایک اندھے کی دل آزاری کے ارتکاب میں آپ بھی حصہ لیتے ہیں۔

یہ فرق ہے جو ان دونوں واقعات میں ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجۂ اخلاق کس قدر بلند تھا پھر مسیح ناصری جب اندھے کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو اس کے بار بار چلانے پر۔ کیونکہ لکھا ہے۔ جب شاگردوں نے اسے ڈانٹا۔ تو وہ اور بھی زیادہ چلایا۔ کہ اے ابن داؤد مجھ پر رحم کر" آخر جب انہوں نے دیکھا۔ کہ یہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتا تو اسے اپنے پاس بلالیا۔

اندھوں کو بینا بنانا

عیسائیوں کو جس بات کا بہت بڑا دعویٰ ہے۔ وہ یہ ہے کہ یسوع مسیح نے اندھوں کو بینا بنا دیا۔ جو بانیٔ اسلام نہ کر سکے۔ اس کے ثبوت میں وہ مرقس کا یہ حوالہ پیش کرتے ہیں

"جب وہ اندھا یسوع مسیح کے پاس آیا۔ تو انہوں نے اس سے پوچھا۔ تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے لئے کروں۔ اندھے نے اس سے کہا۔ کہ اے ربونی یہ کہ میں بینا ہو جاؤں۔ یسوع نے اس سے کہا۔ جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کر دیا۔ وہ فی الفور بینا ہو گیا۔ اور راہ میں اس کے پیچھے ہو لیا" مرقس ۱۰/۵۲

اسی طرح ایک اور اندھے کے متعلق لکھا ہے۔ جب اسے یسوع مسیح نے بینا کرنا چاہا۔ تو انہوں نے "زمین پر تھوکا اور تھوک سے مٹی سانی اور وہ مٹی اندھے کی آنکھوں پر لگا کر اس سے کہا۔ جا شیلوخ کے حوض میں دھو لے۔ پس اس نے جا کر دھویا۔ اور بینا ہو کر واپس آیا" یوحنا ۹

اگر ان واقعات کو بالکل صحیح مبالغہ سے مبرا اور اپنی ظاہری صورت میں فرض کر لیا جائے۔ تو بھی یہ ایسی خصوصیت نہیں جس سے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یسوع مسیح کی فضیلت ثابت ہو سکے۔ کیونکہ بائبل کے رو سے ہی ایسے نبی ہوئے ہیں جنہوں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ الیسع نبی کے متعلق آتا ہے

(۱) "تب الیسع نے دعا کی۔ اور کہا۔ اے خداوند اس کی آنکھیں کھول دے تاکہ یہ دیکھے۔ تب خداوند نے اس جوان کی آنکھیں کھول دیں

(ب) الیسع نے یوں کہا۔ اے خداوند ان لوگوں کو بینائی دے تاکہ وہ دیکھیں۔ تب خداوند نے ان کی آنکھیں کھولیں۔ اور انہیں بینائی ملی" ۲۔ سلاطین ۲۰/۶

پھر جیسا کہ یوحنا نے لکھا ہے یسوع مسیح نے اندھے سے کہا "جا شیلوخ کے حوض میں (اپنی آنکھیں) دھو لے۔ پس اس نے جا کر دھویا اور بینا ہو کر واپس آیا" اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ بینا بنانے کی کرامت حوض کو حاصل تھی۔ نہ کہ یسوع مسیح کو۔ ورنہ اسے حوض پر بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔

انبیاء کیسے بینا بناتے ہیں

حقیقت یہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اس لئے آتے ہیں۔ کہ روحانی اندھوں کو بصارت عطا کریں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مذہبی صحیفوں میں اندھے سے مراد ضلالت میں گرفتار اور بینا سے مراد ہدایت یافتہ ہوتی ہے۔ چنانچہ خود یسوع مسیح نے انہی معنوں میں اندھے اور دیکھنے والوں کا ذکر کیا ہے جبکہ فرمایا۔

"میں دنیا میں عدالت کے لئے آیا ہوں تاکہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں۔ اور جو دیکھتے ہیں۔ وہ اندھے ہو جائیں" (یوحنا ۹/۳۹)

پس انبیاء کا کام روحانی بینائی عطا کرنا ہوتا ہے۔ یہی کام یسوع مسیح نے کیا چنانچہ ایک دفعہ جب یسوع مسیح نے ایک اندھے کو بینائی دی۔ اور لوگوں نے اس سے پوچھا۔ کہ تو یسوع مسیح کو کیا سمجھتا ہے تو اس نے کہا۔ "وہ نبی ہے" (یوحنا ۹/۱۷) یعنی کہا۔ کہ وہ بڑا طبیب ہے بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ وہ نبی ہے

پس تمام انبیاء جس طرح کے اندھوں کو بینا بناتے تھے اسی طرح یسوع مسیح نے بنائے۔ اس لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو نمایاں شان ہے وہ کسی کو حاصل نہیں۔ اور یسوع مسیح کی تو حقیقت ہی نہیں جنہیں بروئے اناجیل اپنی زندگی میں صرف بارہ حواری میسر آئے۔ اور وہ بھی ایسے جنہوں نے وفاداری اور استقامت کا کوئی اچھا نمونہ نہ دکھایا۔ بلکہ ان میں سے سب سے بڑا اور چوہدری کہلانے والے نے یسوع مسیح کو دشمنوں کے ہاتھوں میں گرفتار کرا دیا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے لاکھوں انسانوں کو ایسا بینا بنا دیا۔ کہ انہوں نے ساری دنیا کو آنکھیں عطا کرنی شروع کر دیں پس بہر صورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت میں کوئی کلام نہیں

یسوع مسیح کے اخلاق از روئے اناجیل

افسوس ہے۔ عیسائی صاحبان یسوع مسیح کے اس نمونہ کو نہیں دیکھتے۔ جو اناجیل سے ظاہر ہے۔ اور اندھا دھند رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراضات کرنے بلکہ یسوع مسیح کی افضیلت ثابت کرنے کی سعی لاحاصل شروع کر دیتے ہیں۔

بقول مسیحی صاحبان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ترش روئی کی۔ کہ جب ایک اندھا آپ کے پاس آیا۔ تو آپ نے اس کی طرف سے اپنا مونہہ پھیر لیا مگر اناجیل میں لکھا ہے۔ یسوع مسیح کے پاس جب یہود کے علماء یعنی فریسی اور فقیہ آئے۔ اور انہوں نے ادب سے درخواست کی۔ کہ انہیں کوئی نشان دکھایا جائے۔ تو آپ نے نہایت ترش روئی سے فرمایا۔

"اس زمانے کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائیگا۔" متی ۱۲/۳۹

اب بتلائیے کیا علماء یہود کو ان کے مونہوں پر برے اور زناکار کہنا۔ جبکہ ان کی طرف سے کوئی ناروا حرکت سرزد نہ ہوئی تھی۔ کہاں تک اخلاق حسنہ میں داخل ہے۔

اسی طرح ایک کنعانی عورت جب آپکے پاس آئی۔ اور اس نے التجا کی۔ کہ نور ہدایت سے منور فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا:۔

"لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں"۔ (متی ۱۵/۲۶)

پھر اپنے پیروؤں کو نصیحت کرتے ہیں:۔

"پاک چیز کتوں کو نہ دو۔ اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو" متی ۷/۶

پھر "اے ریاکار فقیہو اور فریسیو" (متی ۲۳/۱۳) "اے اندھے راہ بتلانے والو" (متی ۲۳/۱۶) "اے احمقو اور اندھو" (متی ۲۳/۱۷) "اے سانپو اے افعی کے بچو" (متی ۲۳/۳۳) یہ یسوع مسیح کی روزمرہ کی گفتگو کے معمولی فقرات ہیں

ہم حضرت مسیح کو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے روحانی راہ نما سمجھتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایسے اعلیٰ اخلاق عطا کئے تھے۔ جو ان کے زمانہ میں نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ لیکن وہ عیسائی صاحبان جو اپنی کوتاہ فہمی اور تعصب کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں اور نہ صرف اعتراض کرتے ہیں بلکہ یسوع مسیح کی اخلاقی لحاظ سے آپ پر فضیلت ظاہر کرتے ہیں ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے اناجیل کے چند حوالے پیش کئے گئے ہیں۔ امید ہے۔ کہ وہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔

گمشدہ کی تلاش

ذیل کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ارشاد کے ماتحت کیا جاتا ہے۔ احباب اس لڑکے کی تلاش میں پوری کوشش اور سعی سے کام لیں۔

میرا لڑکا عبدالشکور عمر ۱۲ سال دونوں ہونٹ پتلے رنگ کالا ہے۔ بائیں ہاتھ کی چھنگلی کے برابر والی انگلی میں کٹی ہوئی کا نشان ہے۔ اور سر کے بال کام بڑھئی کا جانتا ہے۔ آٹھویں جماعت کا طالب علم ہے۔ پڑھنے اور کام کرنے کا زیادہ شائق ہے۔ شاید کسی مدرسے میں یا موٹر لاری پر یا ٹھیکے میں یا کسی کارخانہ میں بڑھئی کا کام کرتا ہو۔ اگر کوشش سے تلاش کیا جائے۔ تو مل جائیگا۔ اگر کسی صاحب نے اس عرصہ میں کہیں اس لڑکے کو دیکھا ہو۔ تو

فضیلت اسلام

توحید باری تعالیٰ کے متعلق اسلامی تعلیم

اسلام ہر پہلو کے لحاظ سے ایسی بے مثال اور جامع تعلیم پیش کرتا ہے۔ کہ دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسلام نے جو دعویٰ بھی پیش کیا۔ اس کے دلائل اور تفاصیل ایسے شاندار طریق پر بیان کی ہیں۔ کہ دوسرے مذاہب کے اسی قسم کے حکم پر خاص فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے ثبوت میں اس وقت وہ تعلیم پیش کی جاتی ہے جو اسلام نے توحید باری تعالیٰ کے متعلق پیش فرمائی۔

دنیا کے قریباً تمام مذاہب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بظاہر قائل دکھائی دیتے ہیں لیکن اگر غور کیا جائے۔ تو درپردہ اس وحدت میں شرک کی ملونی پائی جاتی ہے:

عیسائیوں میں شرک

عیسائی مذہب کو دیکھئے۔ وہ اگرچہ یہی کہیں گے۔ کہ ہم خدا کو ہر قسم کے شرک سے پاک ٹھہراتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ ہے۔ کہ خدا پر ایمان کبھی کامل ہو سکتا ہے۔ جب اس پر ایمان لانے کیساتھ یسوع مسیح کو اس کا بیٹا قرار دیکر اسے اور روح القدس کو ازلی ابدی سمجھا جائے گویا باپ بیٹا اور روح القدس جبتک ان تین اقانیم کو ایک نہ سمجھ کر ان پر ایمان نہ لایا جائیگا۔ اس وقت تک کوئی عیسائی صحیح معنوں میں عیسائی نہیں کہلا سکتا۔ اب کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ حقیقی توحید ہے۔ بے شک عیسائی زبانی توحید کی دعویدار ہیں۔ مگر ان کا عمل اور ان کا عقیدہ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ خطرناک قسم کے شرک میں گرفتار ہیں۔

روح و مادہ کی ازلیت

اسی طرح آریہ مذہب کو لیا جائے۔ تو گو بت پرستی ان میں مفقود دکھائی دیگی۔ مگر وہ عقیدہ یہ رکھتے ہیں۔ کہ خدا کی ازلیت کے ساتھ ہی روح اور مادہ بھی شریک ہیں۔ گویا ان کے نزدیک خدا روح اور مادہ پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور یہ اس کے برابر کے شریک ہیں۔ غرض دنیا کے مختلف مذاہب کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ گو زبان سے ایسے مذاہب کے پیرو اس امر کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہیں۔ مگر کسی نہ کسی شعبہ کے لحاظ سے وہ اس توحید میں مشرکانہ عقائد کو دخل دے دیتے ہیں۔ اور اس وجہ سے نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ان کا مذہب اللہ تعالیٰ کے متعلق توحید کی صحیح تعلیم دیتا ہے۔

اسلام نے ہر قسم کے شرک سے روکا

اس کے مقابلہ میں اسلام کی تعلیم کو دیکھا جائے۔ تو اس میں اگر ایک طرف ہر قسم کے شرک سے بچنے کی تعلیم ہے۔ تو دوسری طرف کامل توحید بھی بنی نوع انسان کو سکھائی گئی ہے۔ دنیا میں شرک کے مختلف طریق رائج ہیں جن میں سے ایک موٹی قسم بت پرستی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف اور صریح الفاظ میں روکا۔ چنانچہ فرماتا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان۔ اے لوگو! بتوں کی پرستش سے جو درحقیقت اخلاق ذمیمہ پیدا کرنے کا باعث ہے بچو۔

شرک کی ایک اور شاخ عناصر پرستی ہے۔ چنانچہ مجوسی آگ کی پرستش کرتے ہیں۔ بعض قومیں پانی کو پوجتی ہیں۔ بعض سورج کی پرستش کرتی ہیں۔ بعض درختوں کے آگے سر جھکاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام اقسام شرک سے روکا۔ اور فرمایا۔ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن۔ یعنے سورج اور چاند وغیرہ مادی اشیاء کی پرستش نہ کرو۔ بلکہ اس کی پوجا کرو۔ جس نے ان تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ دراصل قرآن مجید نے انسان کے سامنے جو بلند نظریہ رکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ دنیا کی ہر چیز انسان کے لئے بنائی گئی ہے اور انسان کے لئے اس تمام کائنات کو مسخر کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض۔ پس جب ہر چیز انسان کی خادم ہے۔ تو کسی خادم کو اپنا مخدوم نہیں۔ بلکہ معبود بنا لینا اپنے آپ کو ذلت اور نکبت کے نہایت تاریک گڑھے میں گرا دینے کے مترادف ہے۔

شرک کی ایک اور قسم ابنیت کا عقیدہ ہے یعنی یہ سمجھنا۔ کہ خدا کا بھی کوئی بیٹا ہے عیسائی اسی میں گرفتار ہیں۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ خدا بیٹے کا محتاج ہے مگر اسلام نے اس کی پر زور تردید کی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا۔ یہ عقیدہ ایسا خطرناک ہے۔ کہ قریب ہے اتنے بڑے گناہ کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے۔ زمین شق ہو جائے۔ اور پہاڑ گر کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ پس اسلام نے اس عقیدہ مشرکانہ سے بھی بشدت منع فرمایا۔

شرک کی ایک اور قسم یہ ہے۔ کہ عقیدہ رکھا جائے۔ کہ کارخانہ عالم چلانے کے لئے دو خداؤں کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ زرتشتی مذہب والے دو خداؤں کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی روکا۔ اور فرمایا۔ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا اگر ایک سے زیادہ خدا ہوں تو کارخانہ عالم چل ہی نہ سکے۔ بادشاہ ہمیشہ ایک ہوتا ہے۔ کبھی کسی ملک کے دو بادشاہ نہیں ہو سکتے:

غیر اللہ پر فدائیت

علاوہ ان موٹی اقسام کے شرک کی ایک اور قسم یہ ہے۔ کہ غیر اللہ میں سے کسی انسان یا کسی مادی چیز سے ایسی محبت کرنا یا اس پر اتنا بھروسہ کرنا جو دراصل خدا سے محبت یا بھروسہ کے مترادف ہو۔ مثلاً کسی انسان سے اتنی محبت کرنا۔ یا اس پر اتنا بھروسہ کرنا۔ کہ وہ خدا کی محبت میں حائل ہو جائے۔ یا کسی طبیب یا دوا پر اس قدر بھروسہ کرنا۔ کہ خدا کے فضلوں کی طرف سے بے توجہی پیدا ہو جائے۔ یہ بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی روکا۔ فرماتا ہے۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ مومن لوگوں کے دلوں میں ایمان ہوتا ہے۔ وہ ایسی محبت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ کو ہی قرار دیتے ہیں:

شرک معراج انسانی کا دشمن ہے

ان اقسام شرک سے روکنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے یوں بھی شرک کی مذمت کی اور فرمایا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء شرک اتنا بڑا گناہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس عقیدہ پر وفات پا جائے تو خدا کے حضور اس کی بخشش بغیر سزا کے نہیں ہو سکتی۔ پھر فرمایا۔ ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء۔ جو شخص شرک کرتا ہے۔ وہ اپنے اشرف المخلوق ہونے کے بلند ترین مقام سے نیچے گر جاتا ہے۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے۔ کہ دنیا کے مذاہب میں سے صرف اسلام ہی ہے۔ جس نے شرک سے کلی روکا۔ مگر باقی مذاہب ایسے ہیں۔ جنہوں نے نہ صرف اس طرح پر شرک سے نہیں روکا بلکہ ان کے عقائد اس قسم کے ہیں۔ کہ وہ مشرکانہ رسوم و عقائد کے حامل ہیں۔

اسلام کا توحید پر زور

اسلام نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی توحید پر بھی زور دیا ہے۔ گویا اگر ایک طرف شرک کی مذمت کی ہے۔ تو دوسری طرف توحید کی خوبیاں بھی بیان کیں۔ اور تاکید کی۔ کہ ہر انسان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا عقیدہ رکھے۔ چنانچہ اسلام میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلا اقرار جو ایک غیر مسلم سے لیا جاتا ہے۔ وہ توحید کا ہی ہے۔ وہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی خدا ایک ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے سچے رسول۔ اسی طرح ایک مسلمان بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلی آواز جو اس کے کان میں ڈالی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اللہ اکبر اور یہ کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ خدا سب سے بڑا ہے۔ اور خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

پھر مومن کا ماحول ایسا رکھا ہے۔ کہ ہر وقت اسے توحید کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اذان اقامت اور نماز کے قیام و رکوع و سجود میں اللہ تعالیٰ کی عظمت جبروت۔ وحدانیت اور جلال کا ہی ذکر ہوتا ہے پھر اسلام نے یہ کہہ کر اس تعلیم کو تکمیل تک پہنچا دیا۔ کہ من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ جو شخص آخری وقت بھی لا الہ الا اللہ کہیگا جنت میں داخل ہو جائیگا۔

پھر تکمیل توحید کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی ذات سے بھی الوہیت کی نفی کر دی۔ آپ نے فرمایا۔ میں ایک بشر ہوں۔ جو تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا گیا مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں عیسائیوں نے کیا۔

پھر اسلام نے توحید پر زور ہی نہیں دیا۔ بلکہ توحید کے لئے دلائل بھی پیش کئے۔ غرض ہر پہلو اور ہر لحاظ سے اسلام نے توحید باری تعالےٰ کے عقیدہ کو مکمل کر دیا۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ کوئی دوسرا مذہب اس پہلو میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور یقیناً یہ بہت بڑا ثبوت اسلام کی فضیلت کا ہے:

مہاراجہ صاحب کشمیر کی خدمت میں میموریل

شیخ محمد عبداللہ صاحب کی گرفتاری کے خلاف

نمائندگان جموں نے مہاراجہ صاحب کشمیر کی خدمت میں مندرجہ ذیل مکتوب ارسال کیا ہے:۔

ہم نمائندگان جموں مؤدبانہ گزارش کرتے ہیں۔ کہ چونکہ اب تک کشمیر میں حالات بالکل پرامن ہیں۔ اور آپ کی رعایا بالکل وفادار رہی ہے۔ اس لئے صوبہ کشمیر میں ریگولیشن ۱۲ سنہ ۱۹۱۸ء کا نفاذ منسوخ کر دیا جائے۔ اس مضمون پر شیخ محمد عبداللہ نے جو تار ارسال کیا تھا ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔

مفتی ضیاء الدین کی جلاوطنی کی وجہ سے بھی جوش پھیل گیا ہے افسوس ہے۔ کہ مفتی صاحب کو اپنی پوزیشن واضح کرنے کا موقعہ نہ دیا گیا اور ان کی بابت کشمیر کے نہایت بارسوخ رہنما شیخ محمد عبداللہ نے جو یقین دلایا تھا۔ اس پر کوئی غور نہیں کیا گیا۔ ایک نمائندہ کے یقین دلانے کو قابل توجہ نہ سمجھنا اس جماعت کی توہین ہے۔ جس کا وہ نمائندہ ہے۔ اس لئے ہم نہایت مؤدبانہ طور پر ہز ہائی نس سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ جیسا کہ شیخ محمد عبداللہ نے درخواست کی تھی مفتی ضیاء الدین کی جلاوطنی کا حکم واپس لے لیا جائے۔

مفتی صاحب کی جلاوطنی پر کشمیر میں بہت جوش پھیل گیا تھا۔ لوگ قدرتی طور پر اپنے غصہ کے جذبات کو مظاہروں کی شکل میں ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ لیکن افسوس ہے۔ حکام اس ضمن میں ایک پرامن جلوس کو بھی برداشت نہ کر سکے۔ اور فی الفور شیخ محمد عبداللہ کو اس مقصد کا نوٹس دیدیا۔ ہماری رائے میں یہ ایک غیر ضروری اشتعال تھا۔ اس طرح کہ ایک پرامن جلوس کو روکنا حالانکہ سری نگر کے انہیں بازاروں میں مسٹر گاندھی کی گرفتاری کے موقعہ پر برطانیہ برباد کے نعرے لگائے گئے تھے۔ اور حکام ٹس سے مس نہ ہوئے تھے، بہت غیر منصفانہ ہے۔ لیکن اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ شیخ محمد عبداللہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا حکام اس سے بے خبر نہیں۔ کہ قبل ازیں ان کی گرفتاری پر بہت بدامنی پھیل گئی تھی۔ اور ہمیں خطرہ ہے۔ کہ اس نازک موقعہ پر اس غیر دانشمندانہ گرفتاری پر تباہ کن نتائج برآمد نہ ہوں۔ جموں میں پہلے ہی بے حد کشیدگی ہے۔ کیونکہ ہندو ہر روز جلسے منعقد کرتے ہیں۔ جن میں اشتعال انگیز تقریریں کی جاتی ہیں۔ میرپور کی صورت حالات پر ابھی پورے طور پر قابو حاصل نہیں ہوا۔ راجوری، کوٹلی اور دوسرے اطراف سے اضطراب انگیز خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ یہ تمام واقعات افسوسناک ہیں۔

ان حالات میں ہم شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری کے خلاف پرزور احتجاج کرتے ہیں۔

(غلام عباس، عبدالمجید، یعقوب علی)

ریاست کشمیر میں فتنہ انگیز عنصر کی موجودگی

ریاست خود بدامنی پیدا کرنا چاہتی ہے

سیکرٹری صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے حسب ذیل تار ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کے پرائیوٹ سیکرٹری کو ارسال کیا گیا ہے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نمائندہ متعینہ سری نگر نے صاحب صدر کو حسب ذیل تار ارسال کیا ہے۔ شنبہ کی شب اس افواہ کے پھیلنے سے کہ کسی نے خانقاہ معلیٰ پر پٹرول ڈال کر اسے آگ لگانی چاہی سخت خطر پیدا ہو گیا۔ تاہم لیڈروں کی کوشش سے پر امن فضا پیدا کر دی گئی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہاں کوئی ایسی فتنہ انگیز جماعت موجود ہے جس کا منشاء یہ ہے۔ کہ مسلمان بے قابو ہو کر غیر مآل اندیشانہ افعال پر اتر آئیں اور لوگ حیران ہیں۔ کہ حکومت کشمیر کیوں ایسے فتنہ انگیز عنصر کو ریاست سے نکل جانے کا حکم نہیں دیتی۔ باوجودیکہ ان کی فتنہ انگیزی اور شرارت صاف طور پر عیاں ہے۔ مسٹر عبداللہ سے ملاقات کی اجازت تا حال نہیں ملی۔ پہلے گورنر اور بعدہ وزیر اعظم کو درخواست دی گئی۔ وزیر اعظم نے مجھے گورنر سے درخواست کرنے کو کہا۔ لیکن گورنر ہمیشہ دیہات وغیرہ کے دورہ پر رہتا ہے۔ آج پھر اس سے بذریعہ تار درخواست کی گئی ہے صاحب صدر نے مجھے اس میں یہ اضافہ کرنے کا ارشاد فرمایا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ریاست خود بدامنی چاہتی ہے اور مسٹر عبداللہ کی طرف سے اپیل دائر ہونے میں رکاوٹیں پیدا کر رہی ہے۔ صاحب صدر اس کے خلاف زبردست پروٹسٹ کرتے اور ہز ایکسی لنسی سے مداخلت کے لئے پرزور اپیل کرتے ہیں۔

قادیان میں یوم سرحد و کشمیر کا جلسہ

آل انڈیا مسلم کانفرنس دہلی نے ۴ فروری بروز جمعہ یوم سرحد و کشمیر منانے کا اعلان کیا تھا۔ اس کے مطابق نماز جمعہ کے بعد قادیان میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں گرد و نواح کے دوست بھی شریک تھے مجمع بہت بڑا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بذات خود بھی جلسہ میں رونق افروز تھے۔

کانگرس کی فتنہ انگیزی کے باعث مسلمانان صوبہ سرحد پر حکومت کی سخت گیری اور تشدد کی وجہ سے جو مصیبت اور تباہی آئی ہے۔ اس میں ان کے ساتھ اظہار ہمدردی اور ان مصائب کے ازالہ کے لئے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۲ء کی مرتبہ تجاویز پر ہمدردانہ غور کرنے کے لئے حکومت سے استدعا کا ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔ نیز مسلمانان کشمیر کے ساتھ ان کی موجودہ روح فرسا مصائب میں اظہار ہمدردی۔ حکومت ہند سے مداخلت کا مطالبہ اور سر ہری کشن کول کی فوری برطرفی پر مشتمل جامع ریزولیوشن بھی متفقہ آراء سے پاس ہوا۔

جموں میں جمعۃ الوداع

جموں ۔ ۶ فروری۔ پرسوں سے شہر میں یہ خبر زور شور سے گشت کر رہی تھی۔ کہ حکومت جمعہ کے دن ہر مسجد کا محاصرہ ملٹری اور پولیس کے ذریعہ کرنے والی ہے کیونکہ حکومت کا خیال ہے۔ کہ علاقہ میں تمام فسادات کا باعث اجتماع نماز جمعہ ہے۔ مسلمانان جموں نے حکومت کے اس ارادہ کی خبر جب کا تصفیہ خفیہ ٹیلیفون میں حکومت نے کیا۔ پورے صبر و سکون کے ساتھ سنی اور نماز میں مسلمان اس کثرت سے شریک ہوئے۔ کہ خدا کی شان نظر آگئی جموں میں اس سے پیشتر نماز پر اس سے زیادہ اجتماع کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ شاید حکومت کے تشدد کا اثر ہے۔ جس نے مسلمانوں کو جیش اور پیش مصائب و آلام کا مقابلہ کرنے کی ہمت عطا کر دی ہے۔ بہر حال مسلمانوں نے نماز جمعہ میں شریک ہو کر یہ بتا دیا۔ کہ وہ اپنے مذہبی فرض کی بجا آوری سنگینوں کے سایہ میں بھی پوری شان سے کرتے ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد مقتولین راجوری، کوٹلی وغیرہ کی نماز جنازہ ہزارہا مسلمانوں نے ادا کی۔ بعد میں مولانا یعقوب علی صاحب

جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء پر بیعت کرنے والوں کی فہرست

نمبر	نام	مقام
۱۴۹	غلام احمد صاحب	ضلع گجرات
۱۵۰	شیخ عبدالرحیم صاحب کشتیا	ریاست نابھہ
۱۵۱	شیخ عبدالکریم صاحب	〃 〃
۱۵۲	سلامت اللہ صاحب	مظفر نگر یو۔ پی
۱۵۳	محمد حسین صاحب	ضلع لائل پور
۱۵۴	محمد اسماعیل صاحب	〃 〃
۱۵۵	عبدالغفور صاحب	〃 〃
۱۵۶	علی محمد صاحب	〃 〃
۱۵۷	شیخ مظفر علی صاحب	〃 گورداسپور
۱۵۸	شیخ عبدالحی صاحب	انبالہ شہر
۱۵۹	شیخ بشیر احمد صاحب	ضلع گورداسپور
۱۶۰	حافظ غلام محمد صاحب	〃 〃
۱۶۱	شیخ محمد طفیل صاحب	〃 〃
۱۶۲	نذیر احمد صاحب	گوجرانوالہ 〃
۱۶۳	محمد یونس صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۶۴	فیض بخش صاحب	〃
۱۶۵	مولا بخش صاحب	〃 ہوشیارپور
۱۶۶	محمد اسماعیل صاحب	〃 〃
۱۶۷	مولوی نورالدین صاحب	〃 فیروزپور
۱۶۸	میاں فتح محمد صاحب	فریدکوٹ ریاست
۱۶۹	عمرالدین صاحب	ضلع گورداسپور
۱۷۰	عطاء اللہ صاحب	〃 لائل پور
۱۷۱	محمد اسماعیل صاحب	〃 〃
۱۷۲	محمد شریف صاحب	〃 〃
۱۷۳	غلام احمد صاحب	〃 فیروزپور
۱۷۴	سید محمد ذکی صاحب	مقدونیہ حال پلیڈر بغداد
۱۷۵	فضل دین صاحب	ضلع لائل پور
۱۷۶	حکیم محمد اسماعیل صاحب	〃 اٹک
۱۷۷	محمد نواز صاحب	〃 〃
۱۷۸	سید عبدالغفور صاحب	〃 کیمل پور
۱۷۹	(فی الحال نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے)	
۱۸۰	شمشاد علی صاحب	ہوشیارپور شہر
۱۸۱	تاج الدین صاحب	ضلع امرتسر
۱۸۲	محمد لطیف صاحب	〃 لاہور
۱۸۳	اللہ بخش صاحب	〃 〃
۱۸۴	احمد دین صاحب	ضلع شیخوپورہ
۱۸۵	شریف احمد صاحب	〃 منٹگمری
۱۸۶	محمد موسیٰ صاحب	〃 شیخوپورہ
۱۸۷	غلام حسن صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۸۸	محمد بخش صاحب	〃 گورداسپور
۱۸۹	مستری نذیر احمد صاحب	〃 〃
۱۹۰	ابراہیم صاحب	〃 امرتسر
۱۹۱	محمد صدیق صاحب	〃 〃
۱۹۲	سلطان احمد صاحب	خوشاب
۱۹۳	محمد نذیر احمد صاحب	بنگلور چھاؤنی
۱۹۴	محمد حسین صاحب	〃 〃
۱۹۵	عبداللطیف صاحب	ضلع شیخوپورہ
۱۹۶	محمد عاشق صاحب	〃 〃
۱۹۷	اللہ بخش صاحب	〃 〃
۱۹۸	سردار حسین صاحب	〃 لاہور
۱۹۹	فضل دین صاحب	〃 〃
۲۰۰	عاشق حسین صاحب	〃 جہلم
۲۰۱	چوہدری محمد یوسف صاحب وکیل	گورداسپور
۲۰۲	بشیر احمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۰۳	نذیر احمد صاحب	〃 〃
۲۰۴	اللہ دتا صاحب	〃 〃
۲۰۵	محمد حسین صاحب	〃 〃
۲۰۶	محمد حسین صاحب	〃 〃
۲۰۷	کرم دین صاحب	〃 〃
۲۰۸	فضل احمد صاحب	〃 جھنگ
۲۰۹	محمد اقبال صاحب	سیالکوٹ شہر
۲۱۰	عبدالکریم صاحب	〃
۲۱۱	عبدالعزیز صاحب	〃
۲۱۲	عبدالعزیز صاحب	ضلع ڈیرہ غازیخاں
۲۱۳	امام بخش صاحب	〃
۲۱۴	محمد خان صاحب	〃
۲۱۵	حافظ محمد جمال صاحب	〃
۲۱۶	اللہ رکھا صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۱۷	کرم حسن صاحب	کپورتھلہ سٹیٹ
۲۱۸	اللہ بخش صاحب	〃 〃
۲۱۹	چراغ محمد صاحب	کپورتھلہ سٹیٹ
۲۲۰	احمد علی صاحب	〃 〃
۲۲۱	الہی بخش صاحب	ملتان
۲۲۲	دین محمد صاحب	کپورتھلہ سٹیٹ
۲۲۳	ایوب صاحب	〃 〃
۲۲۴	رستم علی صاحب	〃 〃
۲۲۵	گلاب دین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۲۶	عبدالمجید صاحب	〃 سرگودہا
۲۲۷	میاں غلام مرتضیٰ صاحب	〃 شاہ پور
۲۲۸	چوہدری محمد حسن صاحب	〃 منٹگمری
۲۲۹	محمد انور صاحب	سیالکوٹ
۲۳۰	عبدالکریم صاحب	ضلع ریاسی۔ جموں
۲۳۱	نبی بخش صاحب	سیالکوٹ
۲۳۲	دین محمد صاحب	〃
۲۳۳	ماسٹر عبدالرحمن صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۳۴	علی محمد صاحب	〃 گوجرانوالہ
۲۳۵	رحمت علی صاحب	〃 〃
۲۳۶	عبدالکریم صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۳۷	خواجہ مسعود احمد صاحب	〃
۲۳۸	محمد عالم صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۲۳۹	محمد رمضان صاحب	ریاست پٹیالہ
۲۴۰	محمد دین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۴۱	شاہ محمد صاحب	〃 〃
۲۴۲	محمد دین صاحب	〃 〃
۲۴۳	منیر احمد صاحب	〃 〃
۲۴۴	رسول بخش صاحب	〃 〃
۲۴۵	قاضی مراد بخش صاحب	ریاست پٹیالہ
۲۴۶	عبدالرحیم صاحب	ضلع شاہ پور
۲۴۷	عبدالحق صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۴۸	نصراللہ خان صاحب	
۲۴۹	موسیٰ خان صاحب	
۲۵۰	چوہدری عنایت اللہ خان صاحب	ضلع سرگودہا
۲۵۱	چوہدری ظفراللہ خان صاحب	〃 راولپنڈی
۲۵۲	خان بہادر صاحب	〃 گجرات
۲۵۳	چوہدری سردار خان صاحب	〃 〃
۲۵۴	منشی احمد خان صاحب	〃 〃
۲۵۵	عبدالعزیز صاحب	〃 گوجرانوالہ
۲۵۶	عاشق حسین صاحب	سیالکوٹ شہر
۲۵۷	عبداللہ صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۵۸	محمد دین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۵۹	اللہ بخش صاحب پسر مولاداد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۶۰	نور احمد صاحب پسر غلام حیدر صاحب	〃 〃
۲۶۱	غلام حیدر صاحب	ضلع گجرات
۲۶۲	علی محمد صاحب	〃 جالندھر
۲۶۳	فضل داد صاحب	〃 گجرات
۲۶۴	مہرداد صاحب	〃 〃
۲۶۵	بڈھا صاحب	〃 〃
۲۶۶	احمد دین صاحب	〃 〃
۲۶۷	علی محمد صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۶۸	سید احمد صاحب	〃 〃
۲۶۹	غلام حیدر صاحب	〃 〃
۲۷۰	بہاول بخش صاحب	〃 〃
۲۷۱	سوبیدار صاحب	〃 〃
۲۷۲	محمد اسماعیل صاحب	〃 گجرات
۲۷۳	احمد دین صاحب	〃 〃
۲۷۴	برکت صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۷۵	بہادر خان صاحب	〃 لائل پور
۲۷۶	محمد عبداللہ صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۷۷	لال دین صاحب	〃 〃
۲۷۸	غلام حیدر صاحب	〃 〃
۲۷۹	شیر محمد صاحب	〃 لدھیانہ
۲۸۰	محمد علی صاحب	〃 گجرات
۲۸۱	ابراہیم صاحب	ضلع امرتسر
۲۸۲	مخدوم عزیز احمد صاحب	〃 شاہ پور
۲۸۳	عبدالستار صاحب	ریاست پونچھ
۲۸۴	علی اصغر شاہ صاحب	〃 〃
۲۸۵	محمد الدین صاحب	ضلع گورداسپور
۲۸۶	محمد شریف صاحب	ریاست بہاولپور
۲۸۷	عمر دین صاحب	ضلع گورداسپور
۲۸۸	خورشید احمد صاحب	شہر سیالکوٹ
۲۸۹	عبداللطیف صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۲۹۰	ظفر علی صاحب	〃 سرگودہا
۲۹۱	محمد بخش صاحب	〃 جھنگ
۲۹۲	عبداللہ خان صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۹۳	چوہدری فضل دین صاحب	〃 ہوشیارپور
۲۹۴	چوہدری فیروز خان صاحب	〃 لدھیانہ
۲۹۵	محمد اسماعیل صاحب	〃 گورداسپور
۲۹۶	اللہ دتا صاحب	〃 〃 (باقی)

تجارتِ قالین اور جماعت احمدیہ

خاکسار نے ایک عرصہ دراز سے غیر احمدی لوگوں کی شراکت میں کئی اقسام کے مصائب تکالیف و مالی نقصانات برداشت کر کے ۔ بخارا ۔ ایران ۔ عراق ۔ افغانستان ۔ بلوچستان ۔ ترکستان وغیرہ وغیرہ ممالک کی اشیائے قالین وچمڑا (CARPETS & FURS) وغیرہ کی تجارت کا تجربہ حاصل کیا ہے ۔ اور تمام تکالیف مذکورہ کی تلافی کے لئے بکثرت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ بابرکت میں دعا کیلئے التجا رہی ۔ چنانچہ حضور کی دعاؤں نے اس عاجز کے لئے ایک راستہ بنا دیا ۔ اور غیر احمدی فرم کی شراکت سے علیحدہ ہو کر اور اللہ کریم سے توفیق پا کر وصیت ہذا سے " آج مورخہ ۴ جون ۱۹۴۲ء کو اس عاجز نے اپنے پیارے محمود کے ہاتھ پر عہد کیا ہے کہ دوکان ہذا سے جو منافع بعد منہائی اخراجات دوکان اس عاجز کی ذات سے تعلق رکھے اور حصہ میں آئے ۔ اس میں سے ۱/۴ حصہ برائے خدمت دین اسلام کے راہ مولا جس نے اس کارِ خیر کی توفیق دی ۔ دیتا رہیگا ۔ روزنامچہ دوکان میں یہ اس لئے نوٹ کیا گیا ہے ۔ کہ ہر وقت یاد رہے ۔ اور ادائیگی کی فکر رہے ۔ اور بعد از مرگ آئندہ نسل یا دوکان کے کاروبار سے تا قائم مقام سے یہ تحریک زندہ رہے ۔ خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے ۔ آمین ! اپنا علیحدہ کاروبار اس طریق سے شروع کر دیا ہے ۔ کہ جو دوست مالی امداد سے اس عاجز کو مستفید فرمائیں ۔ ان کو تیسرا حصہ منافع معہ اصل رقم بوقت فروخت مال دیا جاویگا ۔ یعنی اگر یکصد روپیہ کی شئے دو سو روپیہ پر فروخت ہو جائے ۔ تو ۔ ۲/۵/۳۳ کو مالک کو دیا جائیگا تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل پتہ سے پراسپیکٹس طلب فرمائیں ۔ اور جو دوست تجارت سے فائدہ حاصل کرنا چاہیں ۔ وہ بہت جلدی اس عاجز سے تعلق پیدا کریں ۔ کیونکہ مارکیٹ قالین اس وقت بہت گری ہوئی ہے اور اس وقت کی خرید سے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا

نوٹ :۔ (۱) تجارت قالین دنیا میں بہترین منافع بخش تجارت ہے ۔

(۲) فقط ان احباب کو کاروبار ہذا میں شامل کیا جائیگا ۔ جو کاروبار ہذا سے حاصل کردہ منافع میں سے کم از کم ۱/۴ حصہ برائے خدمت دین دینے کا عہد کریں ۔

109

خاکسار محمد رفیق جالندہری

مالک و مینیجر ۔ دی پرشین کارپٹ کارپوریشن پشاور

سرٹیفکیٹ

برادران ۔ برادرم محمد رفیق صاحب کو تجارت قالین میں کافی مہارت ہے ۔ مدت تک غیر احمدی دوستوں کے ساتھ اسی تجارت میں بطور شریک و کارکن کام کر چکے ہیں ۔ مگر اب عرصہ چھ ماہ سے علیحدہ اپنی فرم کھول لی ہے ۔ ان کے سابقہ سلوک ۔ نیک نامی اور خوش معاملگی کو مدنظر رکھتے ہوئے غیر احمدی تاجروں نے کافی مال ان کو برائے فروخت دیا ہے ۔ مگر جب تک ان کے پاس ایک کافی مقدار نقد روپیہ کی نہ ہو ۔ یہ اعلیٰ پیمانے پر کام نہیں کر سکتے ۔ میں احباب ذی استطاعت سے ان کی بزور سفارش کرتا ہوں کہ ان کو حتی المقدور نقد روپیہ بطور قرضِ حسنہ یا بطور حصہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں ۔ انشاء اللہ ایسے احباب کو فائدہ ہوگا ۔

خاکسار محمد مظفر الدین سیکرٹری تجارت پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد

الفضل :۔ اس تجارت میں جو اصحاب شرکت اختیار کرنا چاہیں ۔ وہ اپنی ذمہ داری پر معاملہ طے کریں مرکز کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا ۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— ریاست جموں و کشمیر کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ ڈوگرہ حکومت انتہائی وحشت پر اتر آئی ہے۔ بارہ مولا میں مسلمانوں کو نشانہ بندوق بنایا گیا۔ ان کے جنازہ پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ اور جس امام مسجد نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تھا۔ اسے محض ارادہ کرنے کے جرم میں گرفتار کر کے بید لگائے گئے۔ داڑھی نوچی گئی۔ زمین پر گھسیٹا گیا۔ اور طرح طرح کی اذیتوں کے بعد ایک سال قید سخت اور چار سو جرمانہ کی سزا دیدی گئی۔ عام مسلمانوں کو بھی وہاں اس قدر تکالیف دی جا رہی ہیں۔ کہ بے چارے ترک وطن پر مجبور ہو رہے ہیں

—— مسلمانوں پر تو ریاست میں یہ مصیبت گذر رہی ہے۔ لیکن ہندو حکومت پر زور ڈال رہے ہیں۔ کہ ان پر ابھی اور سختی کی جائے۔ چنانچہ ۵ فروری کو ہندو ممبران اسمبلی نے اس کے متعلق دہلی میں ایک جلسہ کیا۔ اور وائسرائے کی خدمت میں ایک وفد لے جانے کا فیصلہ کیا۔

—— کیپ ٹاؤن کی اطلاع ہے کہ ہندوستان اور جنوبی افریقہ کی کانفرنس ختم ہو گئی ہے۔ اور فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ دونوں ممالک کے درمیان آئندہ خوشگوار تعلقات قائم رہنے چاہئیں ہندوستانی وفد ۱۰ فروری کو ہندوستان پہونچ جائیگا۔

—— احمد آباد کے ایک ہندو سکول کی مینجنگ کمیٹی نے ہیڈ ماسٹر کو اطلاع دی ہے کہ طلباء کے والدین کو لکھا جائے کہ اگر وہ اپنے بچوں کے سیاسیات میں حصہ لینے کے حامی ہوں۔ تو انہیں سکول سے نکال لیں۔ ورنہ انہیں خارج کر دیا جائے گا۔ ⁂

—— لا کالج لاہور کے ایک ہندو پروفیسر نے قانون اسلامی پر لیکچر دیتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بعض نازیبا کلمات کہے تھے۔ لیکن مسلمانوں کے احتجاج پر اس نے معافی مانگ لی ہے۔

—— ہندو پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر حکومت پنجاب نے جہلم پولیس کے ماتحت ایک خاص عملہ اس غرض سے مقرر کیا ہے کہ ان لیڈروں کا سراغ لگایا جائے۔ جنہوں نے برطانوی علاقہ سے جا کر میرپور کے علاقہ میں لوٹ مار میں حصہ لیا ہے۔ لیکن ان ہزاروں مسلمانوں کا کسی کو خیال تک نہیں۔ جو اس علاقہ میں بالکل تباہ کر دئے گئے ہیں۔

—— ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے عرصہ سے ضلع لاہور میں اودھم مچا رکھا تھا۔ یہ گروہ دن کے وقت چھانگا مانگا کے جنگل میں پوشیدہ رہتا تھا۔ پولیس نے ۶ فروری کو ان میں سے سات کو گرفتار کر لیا ہے۔ باقی بھاگ گئے۔ جن کا تعاقب جاری ہے۔

—— مجلس احرار نے ۴ فروری کو پوسٹر "فرزندان توحید پر گورہ شاہی کے رقت انگیز مظالم" شائع کیا تھا۔ جسے حکومت پنجاب نے ضبط شدہ قرار دیا ہے۔

—— شیخ محمد عبد اللہ صاحب کی گرفتاری پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک ٹریکٹ "شیخ محمد عبد اللہ کی گرفتاری پر اہل کشمیر کا فرض" کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ جسے ریاست کی عاقبت نااندیش حکومت نے ضبط قرار دیا ہے۔ ⁂

—— چین و جاپان کی جنگ نازک صورت اختیار کر رہی ہے۔ جاپانی مختلف محاذوں سے چینی علاقہ پر سخت گولہ باری کر رہے ہیں۔ حکومت برطانیہ اور امریکہ نے جو مصالحانہ تجاویز پیش کی تھیں۔ جاپان نے انہیں تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ہاں یہ لکھا ہے کہ اگر چینی حکومت اس بات کا اقرار کرے۔ کہ اس کی باقاعدہ اور سفید پوش فوج اپنی سرگرمیاں ترک کر دے گی۔ تو جاپانی افواج اپنی سرگرمیاں معطل کر سکتی ہیں۔ ⁂

—— برما کی گول میز کانفرنس کے مندوبین ۴ فروری کو واپس رنگون پہونچ گئے۔ لیکن انہوں نے وزیراعظم کی تقریر پر رائے زنی کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے عام طور پر اظہار اطمینان کیا ہے۔

—— پشاور کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ کوہاٹ کی دیوانی اور فوجداری عدالتوں پر پکٹنگ کیا جا رہا ہے۔ نوشہرہ میں بھی خدائی خدمتگار شراب کی دو دکانوں پر پکٹنگ کر رہے ہیں۔ اور مردان میں بھی غیر ملکی کپڑے کی دو دکانوں پر پکٹنگ ہو رہا ہے۔ ⁂

—— پکٹنگ وغیرہ کے جرم میں حکومت سرحد نے صوبہ کے پانچ دیہات پر چار سو سے ایک سو روپیہ تک مختلف رقوم جرمانہ کی ہیں۔

—— ۴ فروری کو بمبئی کے مسلمانوں نے سرحد کے مسلمانوں سے اظہار ہمدردی کے لئے ایک جلسہ کیا۔ مولانا شوکت علی نے تقریر میں وہاں جا کر صورت حالات کا مطالعہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا

—— معلوم ہوا ہے۔ شنگھائی یا چین کے دوسرے مقامات پر برطانوی یا بین الاقوامی مفاد کے لئے ہندوستانی افواج بھیجنے کا حکومت کا کوئی ارادہ نہیں

—— گورنر پنجاب پر حملہ کی سازش کے رہا شدہ ملزم چمن لال کو مردان میں گرفتار کر کے پچاس ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کئے جانے کی خبر اخبار میں شائع ہو چکی ہے مگر بعد کی اطلاع ہے کہ پانچ ہزار کی ضمانت طلب کی گئی تھی جو داخل کر دی گئی ہے۔ لیکن اس کے چھوٹے بھائی چکرورتی کو کسی سیاسی الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

—— ۷ فروری کو لاہور پولیس نے احرار کے دفتر پر چھاپہ مارا اور اخبار احرار کے عید نمبر کی تمام کاپیاں ضبط کر لیں۔ مقبول عام پریس سے جس میں یہ اخبار چھپتا تھا۔ ۵۰۰ سو روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔

—— ۵ فروری کی شب ضلع ہوشیارپور کے ایک گاؤں میں ڈاکوؤں نے ایک ہندو کے مکان پر حملہ کیا اور پانچ اشخاص کو ہلاک اور دو کو زخمی کر کے بندوق کے فائر چھوڑنے پر خالی ہاتھ بھاگ گئے۔

—— ۴ فروری کی رات ضلع جہلم کے ایک گاؤں میں پستولوں سے مسلح ڈاکوؤں نے ایک ساہوکار کے مکان پر ڈاکہ ڈالا اور اسے زخمی کر کے ۲۵ ہزار روپیہ لیکر بھاگ گئے

گورنر بنگال کو مبارکباد

متشددانہ افعال کے خلاف اظہار نفرت

احمدیہ ایسوسی ایشن برہمن بڑیہ کی قرارداد

برہمن بڑیہ ۷ فروری۔ ایم عبد الرحمٰن خان صاحب سکرٹری احمدیہ ایسوسی ایشن برہمن بڑیہ الفضل کے نام حسب ذیل تار ارسال کرتے ہیں۔ احمدیہ ایسوسی ایشن برہمن بڑیہ نے اپنے ایک غیر معمولی جلسہ میں یہ قرارداد پاس کی ہے کہ یہ جلسہ ہز ایکسیلنسی سر سٹینلی جیکسن گورنر بنگال اور لیڈی جیکسن کے قاتلانہ حملہ سے بال بال بچ جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور دونوں کو ہدیہ تہنیت پیش کرتا ہے۔ نیز یہ جلسہ متشددانہ افعال کی پر زور مذمت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ ملکی مفاد کیلئے سخت نقصان رساں ہیں۔ اور ان کی روک تھام کے لئے حکومت کو اپنے پورے تعاون اور امداد کا یقین دلاتا ہے۔ مزید برآں ڈاکٹر سہروردی وائس چانسلر نے اس حادثہ کے موقع پر جس جرأت اور مستعدی کا اظہار کیا ہے۔ اس کی بھی تعریف کرتا ہے۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا